سید یونس الحسنی

بندۂ صحرائی اور مردِ کہستانی

اسلام دینِ فطرت ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے کہ یہ ہمیشہ قائم رہے، اسی لئے خود رب کائنات نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ مسلم شریف میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ اس کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت مصروفِ جنگ رہے گی، یہاں تک کہ قیامت آ جائے''

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ ''پوری دنیاءِ کفر اس جماعت کے مقابلے پر متحد ہو جائیگی، مگر وہ جماعت اپنے موقف سے ہرگز دستبردار نہیں ہوگی'' عہدِ حاضر میں افغانستان کی صورت حال نے ہر چھوٹے بڑے کو چونکا دیا ہے۔ دریافت شدہ دنیا کی تمام کفریہ طاقتیں اپنے خونی پنجوں اور آدم خور جبڑوں سمیت طالبان کو راہِ حق سے ہٹانے کے لئے اُن کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ اس دوہرے معیار کی ''عالمی برادری'' نے بامیان کے دیو قامت بُت توڑنے پر چیخم دھاڑ کی انتہا کر دی تھی۔ امارت اسلامی افغانستان کو طرح طرح کے کوسنے، طعنے دیئے۔ رنگا رنگ دھمکیوں سے نوازا لیکن عظیم طالبان کے پائے استقلال میں سرمو لغزش یا لرزش پیدا نہ کی جا سکی۔ بت کیا ٹوٹے خشک سالی کے شکار افغانستان میں بارشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جو کئی روز تک جاری رہا۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے اعلان کیا کہ ''شرک کی بنیاد ڈھا دینے سے اللہ کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہوگئی ہے'' صلیبی اقوام بل کر رہ گئیں۔ یورپی دانشوروں نے اس عمل کی مذمت میں ہر دستیاب لفظ استعمال کیا، عدم رواداری قرار دیا، بنیاد پرستی کا شاخسانہ کہا۔ عدم برداشت کا رویہ لکھا۔ جہاد کو دہشت و وحشت سے تعبیر کیا۔ اسلامی نظام ریاست و سیاست کو انسانیت کے لئے تباہ کن تحریر کیا۔ الغرض سات سمندر پار کے تمام ذرائع اسی پراپیگنڈے میں جت گئے۔ ستم ظریفی کی حد ہے کہ خود ہمارے ہاں فکری اپاہجوں اور نظریاتی لنگڑوں نے بھی اپنی راگنی الاپنا شروع کر دی اور سیکولر دنیا کے بے حمیت نام نہاد دانشوروں (so called intellections) کی ہاں میں ہاں ملائی۔ جواباً پاکستان کے مسلمان عوام کی عظیم اکثریت نے ہر فورم اور ہر محفل میں انہیں جی بھر کے رگڑا لگایا۔ علماءِ اسلام نے ان کی مزاحمت کا اعلان کر دیا۔ تب وہ پسپائی پر مجبور ہو گئے۔ ۷ رستمبر کو ملک بھر میں ''یوم تحفظ ختم نبوت'' منایا گیا۔ امارت اسلامی افغانستان کے نائب سفیر جناب ملا سہیل شاہین بھی اس سلسلے میں لاہور تشریف لائے اور مجلس احرار اسلام کی طرف سے منعقدہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' میں شرکت فرمائی۔ لوگوں کے بڑے اجتماع نے جس جوش و جذبے سے معزز مہمان کا استقبال کیا، اس سے اسلامیان پاکستان کی اسلامی انقلاب سے دلی وابستگی کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت امیر المومنین کے نمائندے کو خوش آمدید کہنے کے لئے عوام نے دیدہ و دل فرشِ راہ کر دیئے تھے۔ ان کی تقریر ان کے سچے ولولوں کی ترجمان تھی۔ انہوں نے کہا'' ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم نے افغانستان میں اسلامی انقلاب برپا کر دیا ہے اور ہم ایک اللہ کے سوا کسی کو سپریم نہیں مانتے۔ ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم نے سوویت یونین کو تباہ کر دیا۔ ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم نے اپنی سرزمین پر ارتداد کی اسلامی سزا نافذ کر دی ہے اور غیر اسلامی تنظیموں کو دیگر مذاہب کی تبلیغ سے روک دیا ہے۔ ہم نے افغانستان کو امارتِ اسلامی بنا دیا ہے۔ جہاں تمام اسلامی قوانین پوری طرح روبہ عمل لائے گئے ہیں۔ عالمِ کفر ہماری اس تقصیر کو ناقابلِ معافی قرار دیتا ہے۔ اس لیے وہ اپنی متحدہ قوت سے ہمارے خلاف مختلف طریقوں سے برسرِ پیکار ہے۔ ہم بھی کفر کے مقابل صف آرا ہو چکے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی پندرہ لاکھ جانوں کا نذرانہ دیا تھا۔ ہم مزید تیس لاکھ جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں مگر یاد رکھیئے! ہم اسلامی نظام سے دست کشی کبھی نہیں کریں گے''

کیا خروش ہے، افکار میں اور کیا طمطراق ہے، فکر ونظر کے تذکار میں، ان کی امنگ اور ترنگ کی فوری ہم نوائی کو جی چاہتا تھا، اللہ کا کرنا دیکھیے۔ ہمارے دل کی بات امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی زبانِ حقیقت ترجماں سے یوں نکلی کہ ہجوم عاشقاں وجد میں آ کر نعرہ ہائے رُستاخیز بلند کرنے لگا۔ اس مرحلہ پر آغا شورش کاشمیری بہت یاد آئے۔

دوستو! ولولۂ ذوقِ سفر لے کے چلو
سر کٹانے کی تمنا ہے تو سر لے کے چلو

اس حقیقت سے کسی کو مجال انکار نہیں کہ طالبان ذوقِ سفر سے مالا مال ہو کر نکلے۔ وہ سر کٹانے کی تمنائے کہن میں ڈوب ڈوب کر اپنے سر ہتھیلیوں پر سجائے میدان کارزار کو چلے۔ تاریخ نو کی تعمیر، تزئین اور آرائش کے لئے انہوں نے اپنا خون مقدس بڑی فراخ دلی اور کمال بے نیازی سے پیش کیا۔ کوئی مصلحت، کوئی لالچ، خوف اور حرص وآز کی مکروہ کارروائیاں انہیں شہادتوں کے راستے پر گامزن ہونے سے روک نہیں سکیں۔ یہ عجب بات ہے کہ ان عظیم طالبان کی قیادت وسیادت ایک مردِ کہستانی کے ہاتھ میں ہے، جو توحیدِ باری تعالیٰ پر اٹل ایمان رکھتا، دین پر مضبوطی سے کاربند اور عشقِ پیغمبرِ آخر ینﷺ میں پوری طرح جکڑا ہوا ہے۔ فطرت ایسے لوگوں سے اپنے مقاصد پورے کراتی ہے۔

دوسری طرف امیر المؤمنین کے معاون اور مؤید مجاہد جری الشیخ اسامہ بن لادن ہیں۔ کمال شخص ہے، امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کرنے والے، مردِ صحرائی نے اچانک بیشتر ابدا، دل خوش کن نے انگڑائی لی، طوفان اور آندھیوں کے ہمدوش سنگلاخ زمینِ افغاناں میں آ موجود ہوا۔ دھن دولت بنام جہاد وقف کر کے یہیں کا ہو کر رہ گیا۔ کسی کے استفسار پر گویا ہوا "یہاں سے خوشبو آ رہی ہے۔ دینی انقلاب کی آمد آمد ہے۔ ہمارے حضور اقدسﷺ کا فرمان ہے کہ" میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ دین کے لئے جنگ آزما رہے گی۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ پورا عالم کفر اس کے خلاف اکٹھا ہو جائے گا۔ طالبان کی کیفیات بالکل ایسی ہی ہیں۔ ان کے جذبات صادق ہیں۔ میں ان میں شامل ہو گیا ہوں۔ یہ میری نجات کے لئے ان شاء اللہ! کافی ہوگا"۔ اسامہ مجاہد ہے، افغانوں کا ساتھی ہے، مسلمانوں کا غمگسار ہے، اسلام کا داعی ہے، اسلامی انقلاب کی جدوجہد میں اپنے تمام وسائل صرف کر رہا ہے۔ اس کی ایک ہی تمنا ہے کہ گلشن کائنات اسلام کی بہار آفرینی سے فیض یاب ہو۔ انسانیت مزعومہ عظمتوں کی سزاوار ٹھہرے۔ ہر طرف امن وراحت کی قندیلیں روشن ہوں، لوگوں کے رگ وپے میں عشقِ مصطفیٰﷺ عود کر آئے۔ ان کا جین، نظام مصطفیٰﷺ کا حقیقی عکس بن جائے۔ انسان، انسان کی غلامی سے آزاد ہو، کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کو سپر طاقت نہ جانے بلکہ اللہ اکبر کے معانی اپنے اوپر طاری کر کے حرف اسی کے سامنے جبینِ نیاز جھکائے۔ دوئی پسند باطل اور استعماری دنیا کے سامنے ہرگز سجدہ نہ کرے کہ یہ پرلے درجے کی بے اصولی ہے۔ طالبان بت شکنی کریں تو انسانی حقوق کی پامالی قرار دیتی ہے، مگر فرانس میں ایک سو دس فٹ اونچا بت توڑ کر ایک فرقے کے اعتقادات کو کاری ضرب لگانے پر اسے سانپ سونگھ گیا ہے۔ ملا عمر مجاہد کی کارروائیوں پر کہیں بدامنی نہیں پھیلی۔ اسامہ کی سرگرمیوں سے کہیں بھی جلاؤ گھیراؤ نہیں ہوا۔ مگر انہیں بہانہ بنا کر انقلاب اسلامی کے خلاف کئی محاذ کھولے جا رہے ہیں۔ ملا محمد عمر اور شیخ اسامہ کا ایمان مضبوط اور توکل انتہا کا ہے، وہ ہر کڑے امتحان میں بفضل خدا کامران ہوں گے۔ کیونکہ ان کی تمام خفی وجلی کارکردگی دین کی بالادستی کے لئے ہے۔ دین کا نام اسلام ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور بقول اقبال

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی